چٹکو
CHILDREN'S BOOK TRUST
NEW DELHI

چِٹکُو

مصنّف : سریکھا پانندیکر
مصوّر : مرینل مِترا

"پنیر"! چٹکو نے سونگھ کر کہا

چھوٹا چوہا پنیر کی تلاش میں رسوئی گھر میں اِدھر اُدھر گھوما۔ وہ میز پر چڑھا، الماری میں گیا اسٹو کے نیچے اور ریفریجیریٹر کے پیچھے دیکھا لیکن قسمت نے کہیں ساتھ نہ دیا۔

وہ سونگھتے سونگھتے رسوئی گھر سے باہر نکلا۔ اس کی ماں یقیناً ناراض ہوگی۔ "رسوئی گھر کے بل سے دور مت جانا" اس کی ماں نے اسے تاکید کی تھی۔ لیکن چٹکو کو اس وقت پرواہ نہیں تھی۔ پنیر کی خوشبو اس قدر تیز تھی کہ وہ اپنے اوپر قابو نہیں پا سکتا تھا۔

وہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں بھاگتا رہا۔ آخر کار وہ مُنّو کے کمرے میں پہنچ گیا۔

"آخر کار پنیر مل ہی گیا" اس نے کتابوں کی شیلف پر چڑھتے ہوئے اپنے آپ سے سرگوشی کی۔

اُس نے مُنو کو چارپائی پر بیٹھے اور کتاب پر نظریں گاڑے ہوئے دیکھا جو بیچ بیچ میں اپنے پہلو میں رکھی ہوئی پلیٹ میں سے پنیر کے سینڈوِچ بھی اُٹھا کر کھا لیتا تھا۔

چٹکو شیلف کے نیچے گھُس گیا اور پھر چارپائی پر چڑھ گیا۔ وہ وہاں بیٹھ گیا اور لذیذ پنیر کے چھوٹے چھوٹے لُقمے کھاتا رہا۔

مُنو کتاب پڑھنے میں اتنا محو تھا کہ اسے ان چاہے گھُس بیٹھیے کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا۔ اس نے سینڈوِچ اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"اوئی" وہ اپنے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے چلایا کیوں کہ کسی تیز چیز نے اس کی انگلی پر ڈنک مار دیا تھا۔

اُس نے مُڑ کر دیکھا کہ چٹکو بستر سے اتر کر بھاگا جا رہا ہے۔

"اے چھوٹے شرارتی جانور! تُم نے مجُھے کاٹا ہے" وہ بستر سے
کودتے اور اپنی ہاکی سنبھالتے ہوئے چلاّیا "میں تمھیں ایسا سبق سکھاؤں
گا کہ جسے تم آسانی سے نہ بھول سکو گے۔"
" بھاگو! میرے بچےّ بھاگو!" ماں چوہیا نے کہا جو اسے تلاش کرتے
ہوئے اُدھر آنکلی تھی۔
چٹکو کسی طرح بچنے میں کامیاب ہوگیا لیکن پھر بھی ہاکی لگنے سے اُس
کی دُم کا کنارا زخمی ہوگیا تھا۔

رسوئی گھر کے نیچے بنے ہوئے بِل میں بچ کر پہنچنے کے بعد چٹکو درد سے کراہ رہا تھا اور اس کی ماں اس کے زخم سہلا رہی تھی۔

"میرے بچّے! میری بات سنو" اُس نے کہا "میں نے تمھیں کتنی بار کہا ہے کہ میرے بغیر باہر نہ جایا کرو۔ ابھی تم بہت چھوٹے ہو۔ اس بار تو تم بچ گئے ہو لیکن اگلی بار تم شاید بچ نہ سکو۔"

"جی! جی!" چٹکو نے سر ہلایا۔ لیکن جیسے ہی وہ ٹھیک ہُوا اُس نے اِدھر اُدھر کُود پھاند شروع کر دی۔

اِس بار اُس نے ایک تنہا میز پر لڈوؤں سے بھری ہوئی پلیٹ دیکھی۔

"آس پاس کوئی بھی نہیں ہے" اُس نے اپنے آپ سے کہا "میں جلدی سے ایک نوالہ توڑ کر اپنے بِل میں ماں کے پاس چلا جاؤں گا۔"

ایک ہی جست میں وہ میز کے اوپر چڑھ گیا۔ واہ ری قسمت! وہاں پر کیک، سینڈوِچ، چنے، پوُریاں اور کئی اچھی اچھی چیزیں پڑی تھیں۔

"میں لڈوؤں سے شروع کروں گا" چٹکو نے سوچا کیونکہ اس کے منہ میں پانی بھر آیا تھا۔

"اور اُس کے بعد تھوڑی تھوڑی ہر ایک چیز لوں گا۔" وہ بے چین ہو کر لڈوؤں کے ڈھیر پر چڑھ گیا اور سب سے اوپر پڑے ہوئے لڈو سے اُس نے خوشی خوشی نوالہ توڑا۔

"ڈیڈی! لڈوؤں کو جلدی لاؤ۔" ساتھ کے کمرے سے مُنو چلایا۔ اسی لمحہ اس کی بہن ریتو کمرے میں تیزی سے داخل ہوئی اور لڈوؤں کی پلیٹ اٹھالی۔

"اوئی ماں! چوہا!" وہ چیخی اور پلیٹ کو میز پر پھینک کر باہر کی طرف بھاگی۔ لڈو لڑھکھڑاکر زمین پر آگرے۔

"چی! چی! چی!" چنٹکو چلّایا۔ دُم اور ناک کے علاوہ لگ بھگ اس کا سارا جسم لڈووں کے نیچے دب چُکا تھا۔

ماں چوہیا بھاگی ہوئی آئی اور چنٹکو کو کسی طرح باہر نکالنے میں کامیاب ہوگئی۔

منّو اور اُس کی ماں بھاگتے ہوئے کمرے میں آئے اور دیکھا کہ چوہے اپنے بِل میں جا چھپے ہیں۔"

”یہ کیڑے بہت نڈر ہوگئے ہیں! وہ غصّے میں جھلاّئی۔“
ہمارے سارے لڈو خراب ہوگئے ہیں۔ ہمیں ایک بلّی رکھنی
چاہیے۔“
اور سچ مچ تھوڑے دنوں کے بعد ماں چوہیا نے جب

وہ کھانے کی تلاش میں آئی ہوئی تھی، ایک بلّی دیکھی۔
"چٹکو!" اس نے تنبیہہ کی "اب اس گھر میں ایک بلّی آگئی ہے۔ وہ ہماری سب سے بڑی دشمن ہے۔ اگر تم اس کے ہاتھوں میں پڑ گئے تو خاتمہ یقینی ہے۔ میرے بچّے! میری بات غور سے سُنو۔ اب تم اکیلے باہر نہ نکلنا۔"
لیکن چٹکو نے کبھی بلّی کو نہیں دیکھا تھا۔ اس لیے اسے کوئی خوف نہیں تھا۔ اگلے دن جب اس کی ماں باہر گئی تو چٹکو بھی بل سے نکل آیا۔
اُس نے تالیاں بجنے، گانے اور گھنٹیاں بجنے کی آوازیں سُنیں۔

"یہ سب کیا ہے ؟" اس نے پوجا کے کمرے میں گھُستے ہوئے حیرانی سے کہا۔
جب بھجن ختم ہوگئے تو مُنّو کے باپ نے پرساد تقسیم کیا۔ اس وقت لڑکے نے چوہے کو دیکھا۔
"بلّی کہاں ہے ؟" وہ چیخا "آؤ ہم اُسے اس مصیبت پیدا کرنے والے کے پیچھے چھوڑ دیں۔"
"نہیں مُنّو، نہیں" اس کی ماں نے وکالت کی۔ "آج نہیں۔ تمھیں پتہ نہیں کہ آج گنیش چترُتھی ہے اور چوہا تو بھگوان کا پیارا ہے۔"
پھر ایک بار بچ کر چٹکو ہانپتا کانپتا اپنی ماں کے پاس بھاگا اور اس سے چمٹ گیا۔ آہیں بھرتے ہوئے اُس نے اپنی ماں کو سارا واقعہ سنایا۔
"میرے بچّے! ایسا لگتا ہے کہ تمھاری زندگی ایک معجزہ ہے" ماں چوہیا نے قدرے راحت اور قدرے غصّے سے کہا "لیکن اپنی قسمت کا زیادہ سہارا مت لو۔ خبردار رہو۔"
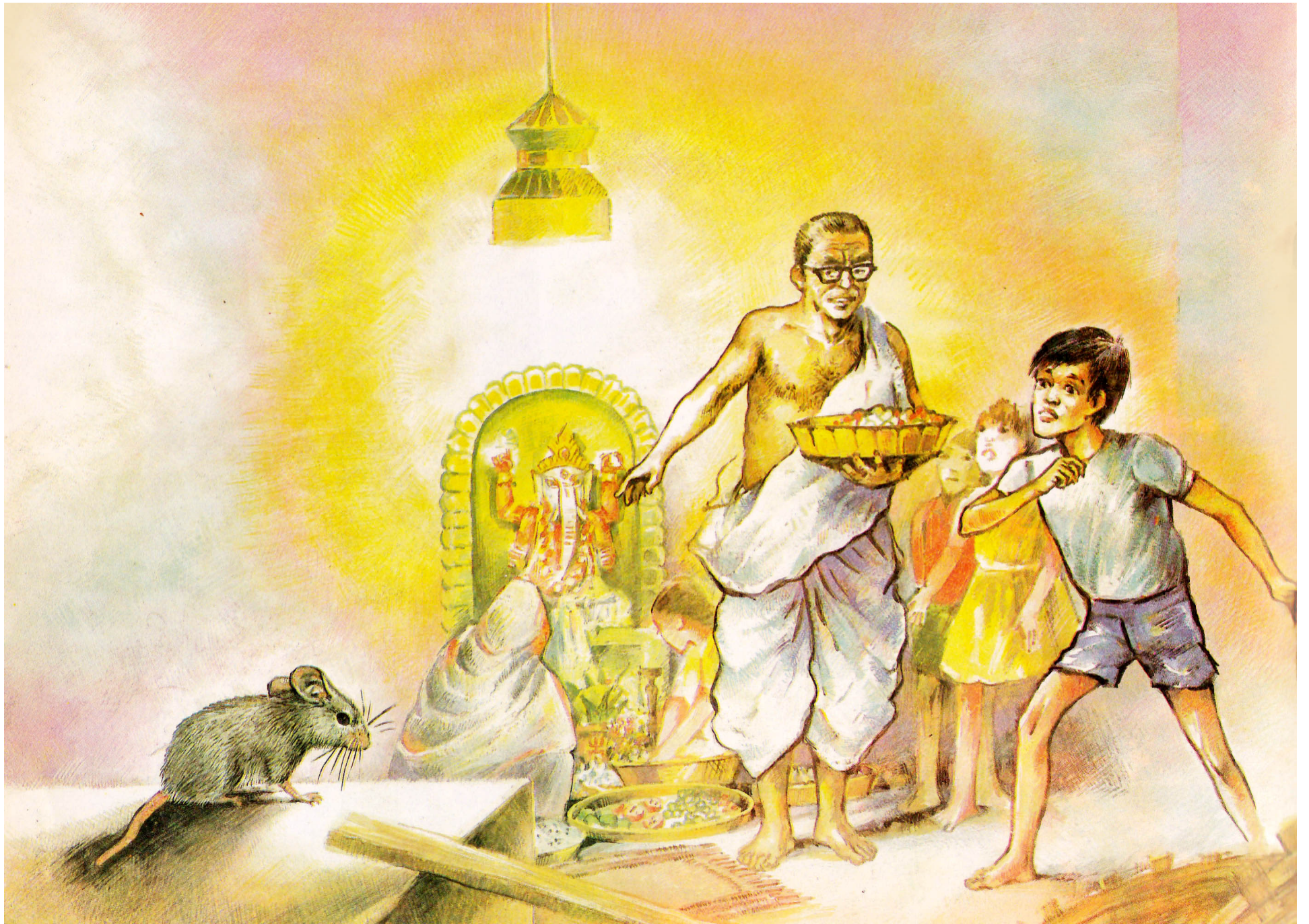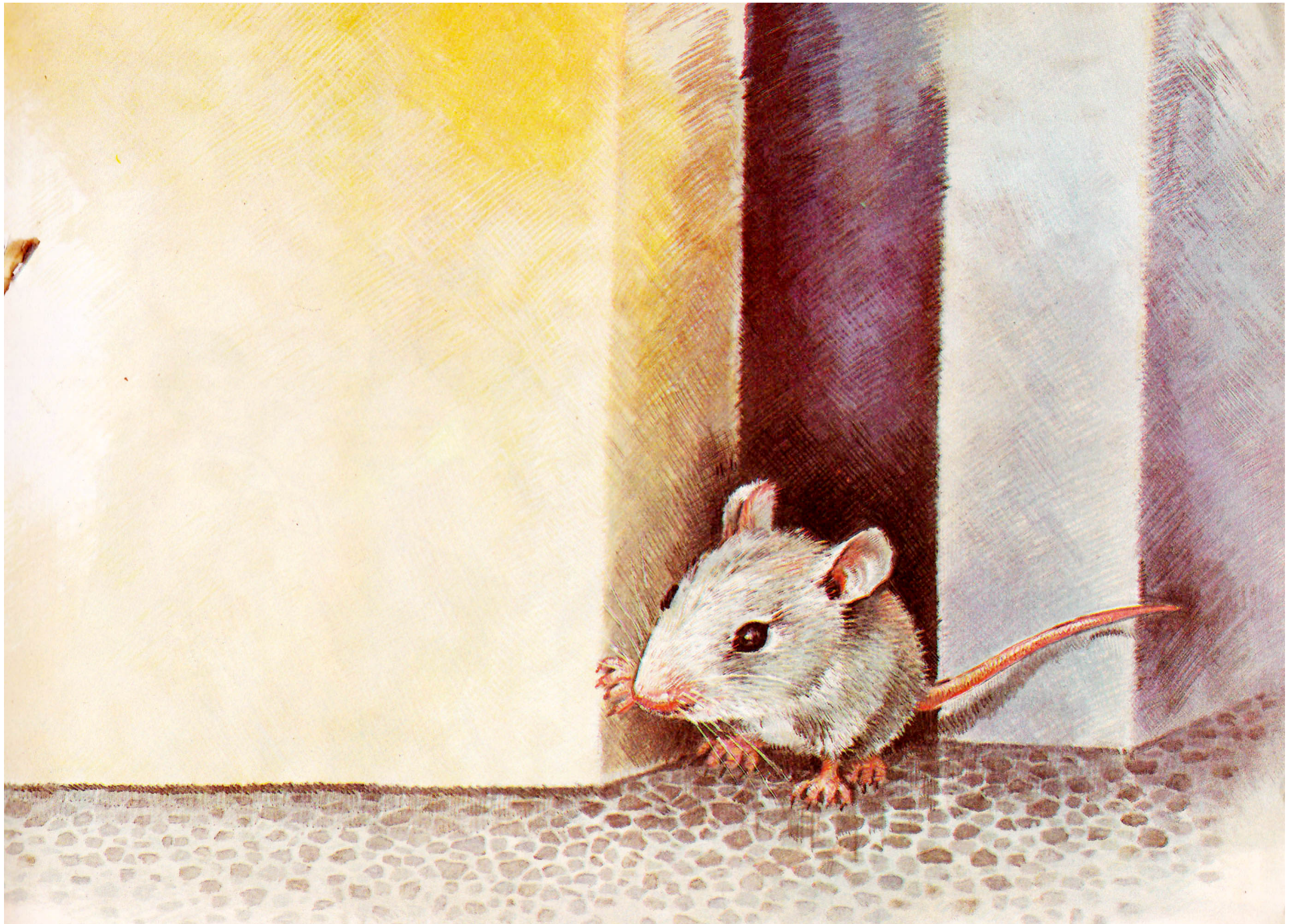
اگلے دو دن تک چٹکو گھر ہی میں رہا۔ تیسرے دن وہ بے صبری سے اپنی ماں کا انتظار کر رہا تھا کیوں کہ اُسے بھوک لگ رہی تھی۔ دوپہر کافی گزر چکی تھی اور وہ ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔
چٹکو کو فکر دامن گیر ہوئی۔ " ایسا نہ ہو بلّی نے اُسے پکڑ لیا ہو۔ مجھے باہر جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ خطرے میں ہو اور اسے میری مدد کی ضرورت ہو۔"
وہ بل میں سے نکلا اور رسوئی گھر میں اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہ وہاں نہیں تھی۔ پھر وہ پوجا کے کمرے میں گیا، مُنّو کے کمرے میں گیا، ریتو کے کمرے میں گیا، بیٹھک میں گیا۔ چٹکو نے ہر جگہ دیکھا لیکن اُسے ڈھونڈ نہ سکا۔
" وہ کہاں جا سکتی ہے؟"
" اوہ، اسٹور تو دیکھا نہیں" اُسے یاد آیا۔
"چی! چی! چی" اس نے جلدی سے وہاں جاکر اپنی ماں کو پُکارا۔

لیکن عزیب چٹکو نے بلّی کو نہیں دیکھا جو کھڑکی سے کود کر اندر آرہی تھی۔
" میاؤں" وہ چلاّئی " اس بار میں تمھیں پکڑ کر رہوں گی۔"
فطری جذبے کے تحت چٹکو مڑا اور بھاگ گیا۔
بلّی اس کے پیچھے بھاگی۔ کبھی میزوں کے نیچے، کبھی اناج کی بوریوں کے پیچھے اور کبھی برتنوں اور کڑاہیوں کے درمیان۔
تڑاک ! چٹکو مسالے کے ایک کھُلے کنستر سے جا ٹکرایا اور اس کا سارا سامان گر کر فرش پر بِکھر گیا۔
چوہا رسوئی گھر کی جانب بھاگا لیکن پھسل گیا۔ بلّی اس پر جھپٹی۔
"چی! چی! چی!" وہ چلاّیا۔ بلّی کا پنجہ اُسے تکلیف دے رہا تھا۔ " مدد! ماں مدد!"
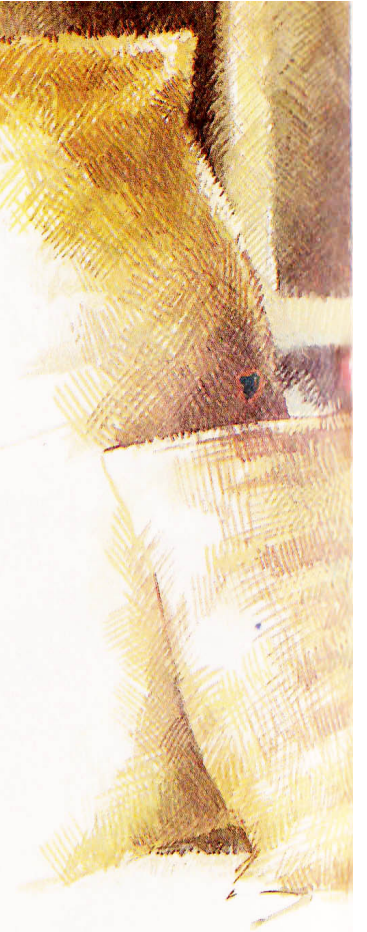
چٹکو نے لگ بھگ امید چھوڑ دی تھی کہ اسے اپنی ماں نظر آئی۔ وہ پٹ سن کی بوری پر بیٹھی بے چارگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”چی! چی! چی!“ ماں میری مدد کرو! وہ زور زور سے اپنی دُم مارتا ہُوا نااُمّیدی کے عالم میں چلاّیا۔

”چھیں! چھیں!“ بلّی چھینکنے لگی جب چوہے کی مسالے
سے بھری ہوئی دُم اس کے ناک میں گھُسی ”چھیں! چھیں!“
اس طرح چوہے پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔
بجلی کی سی سُرعت سے چٹکو اُس کے ظالم پنجوں
میں سے نکلا اور جاکر اپنی ماں کے بازوؤں میں سمٹ
گیا۔

"چھیں ! چھیں" بلّی لگاتار چھینکتی رہی۔

پہلا انگریزی ایڈیشن : 1984

پہلا اردو ایڈیشن : جنوری، مارچ 1987 تعداد اشاعت : 3000

دوسرا اردو ایڈیشن : جنوری، مارچ 1990 تعداد اشاعت : 5000

قیمت 9.50 روپے

ناشر : ترقی اردو بیورو، نئی دہلی

مطبع : اندرا پرستھا پریس، چلڈرن بک ٹرسٹ، نہرو ہاؤس، 4 بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی